ڈاکٹر محمود الحسن عارف ☆

مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ
(ایک انقلابی اور نابغہ روزگار شخصیت)

مولانا سعید احمد رائے پوریؒ کی وفات (مورخہ 26 ستمبر 2012ء) شاید...... رواں سال کی سب سے بڑی خبر ہے، جسے علمی اور فکری دنیا میں بڑے افسوس اور رنج کے ساتھ سنا گیا ہے...... اور ان کے جنازے کو دیکھ کر واقعی اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ ان کی وفات سے...... علمی اور فکری دنیا ویران ہوگئی ہے۔

مولانا...... سعید احمد رائے پوریؒ مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ...... کمتھلوی کے فرزند ارجمند اور ان کے جانشین تھے...... جبکہ مولانا عبدالعزیز رائے پوری...... بانی خانقاہ رائے پور شاہ عبدالرحیم رائے پوری کے بھانجے اور شاہ عبدالقادر رائے پوری کے جانشین تھے (۱)...... یہ پورا خانوادہ شاہ ولی اللہ کے فکر و فلسفہ سے بہت گہرا تعلق رکھتا ہے اور اپنی بلند فکری اور بالغ نظری کی بنا پر برعظیم پاک و ہند میں خصوصی شہرت اور مقبولیت کا حامل ہے۔

اس سلسلے کی...... خاصیت یہ ہے کہ اس سلسلے کے تمام اکابرین...... ظاہری اور باطنی دونوں طرح کے علوم سے آراستہ تھے...... شاہ عبدالرحیم (م ۱۸۹۳ء/۱۹۱۹ء) اپنے زمانے کے...... مستند عالم دین اور دارالعلوم دیو بند کے سرپرستوں، شیخ الہندؒ مولانا محمود حسن (م ۳۰ نومبر ۱۹۲۰ء) کے ذاتی دوستوں اور...... ہندوستان کی آزادی کے علمبرداروں میں سے ایک تھے...... جبکہ شاہ عبدالقادر رائے پوری (م ۱۹۶۲ء) بھی...... تمام علمی اور سیاسی تحریکوں کی روح رواں تمام دینی علوم میں مہارت تامہ رکھتے تھے (۲)...... جبکہ مولانا عبدالعزیز رائے پوری...... بھی مدرسہ مظاہر العلوم...... سے فارغ التحصیل تھے...... اور تمام علوم فنون میں...... کامل دستگاہ رکھتے تھے (۳)...... اس سلسلے کے چوتھے فرد مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری...... بھی تمام مروجہ علوم و فنون میں مکمل مہارت رکھتے تھے، اسی بنا پر سلسلۂ عالیہ رائے پور کا شمار...... برعظیم پاک و ہند کے انتہائی معتبر اور مستند سلاسل طریقت میں ہوتا ہے...... اور مولانا...... سید ابوالحسن علی الندوی اور مولانا منظور احمد نعمانی جیسے اکابر بزرگوں اور علما کا تعلق اس خانقاہ سے رہا ہے۔

☆ ایسوسی ایٹ (چیف) ایڈیٹر، اردو دائرہ معارف اسلامیہ، پنجاب، یونیورسٹی، لاہور

۱: **تعلیم و تربیت:**

مولانا سعید احمد رائے پوری...... اس نسل کے ایک نمائندہ تھے، جنہوں نے ہندوستان کو تقسیم ہوتے...... اور دو، بلکہ تین حصوں میں بٹتے ہوئے دیکھا تھا۔ ان کی ولادت ۱۳۴۴ھ ر جنوری ۱۹۲۶ء،...... ضلع کرنال (موجودہ صوبہ ہریانہ بھارت) میں ہوئی۔ آپ کا نام سعید احمد شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے رکھا۔

آپ کل چھ بھائی، چار بہنیں تھے۔ دو بہنیں بچپن میں فوت ہوگئیں، جبکہ چھ بھائیوں میں مولانا شاہ سعید احمد...... سب سے بڑے تھے۔ ان کی والدہ اس وقت جب...... وہ ابھی پانچ برس کے تھے انتقال کرگئی تھیں۔ اس لیے مولانا نے اپنے صاحبزادے شاہ سعید احمدؒ کو ماں اور باپ دونوں کا پیار دیا۔ ان کی والدہ کے انتقال کے بعد شاہ عبدالعزیزؒ نے دوسری شادی کر لی، جس سے دو بھائی راؤ رشید احمد اور راؤ خلیل احمد اور دو ہمشیرگان پیدا ہوئے...... ان کی دو ہمشیرگان میں سے ایک بچپن میں انتقال کرگئیں تھیں۔ مولانا شاہ عبدالعزیز کی تیسری بیوی سے تین صاحبزادے...... راؤ حبیب احمد، راؤ ظفر اقبال اور راؤ عبدالقادر اور ایک بہن کی ولادت ہوئی، مگر ان میں سے...... مولانا کا کوئی بھی صاحبزادہ دینی تعلیم اور سلسلہ طریقت کی تکمیل نہیں کر سکا۔ مولانا شاہ عبدالعزیزؒ اپنے علاقے کے بڑے جاگیردار تھے، مگر پھر بھی انہوں نے اپنے بڑے صاحبزادے شاہ سعید احمدؒ رائے پوری کی تعلیم و تربیت کی طرف خصوصی توجہ مبذول رکھی۔

تعلیم کی ابتدا...... شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے کرائی اور رائے پور میں موجود خانقاہی مدرسہ سے اور ان کے آبائی وطن گمتھلہ میں حافظ مقصود احمد وغیرہ سے...... حفظ قرآن کریم کی سعادت حاصل کی...... درس نظامی کی شرح جامی تک کتابیں اپنے والد گرامی مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ سے پڑھیں...... اگر خانقاہ میں مولانا محمد الیاس دہلویؒ موجود ہوتے تو کتاب کی ابتدا وہی کراتے تھے...... بعد ازاں آپ کو مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور میں داخل کرا دیا گیا، جہاں آپ نے مولانا محمد زکریا کاندھلوی سے صحیح بخاری، مولانا عبداللطیف سے سنن ترمذی، مولانا منظور احمد سے صحیح مسلم اور دوسرے اساتذہ سے دیگر کتب پڑھیں اور ۱۳۶۸ھ ر ۱۹۴۹ء میں سند...... فراغت حاصل کی (۴)

مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری اگرچہ...... خانقاہ کے دوسرے بزرگوں کی طرح...... تقسیم ملک کو مسلمانان ہند کے لیے نقصان دہ سمجھتے تھے، مگر قیام پاکستان کے بعد، انہوں نے...... قدرت کے اس فیصلے کو نہ صرف تسلیم کیا، بلکہ ملت اسلامیہ کی اس عظیم سلطنت کے ساتھ تعاون کیا...... مولانا نے...... قیام پاکستان کے وقت اپنے علاقے میں آباد مسلمانوں کی حفاظت و صیانت میں بھرپور کردار ادا کیا...... اور بذات خود گھوڑے پر سوار ہو کر ہر اس

جگہ گئے جہاں مسلمانوں اور ہندوؤں میں ...... فسادات کا اندیشہ تھا اور اپنے علاقے میں امن قائم رکھا۔ (۵)

بایں ہمہ...... انہوں نے بھی حالات دیکھ کر ہجرت کا فیصلہ کر لیا اور ۱۹۵۰ء میں اپنے خاندان کے ہمراہ پاکستان (سرگودھا) میں آ کر آباد ہو گئے ...... اور اپنی اراضی یہیں ...... منتقل کرالیں۔ (۶)

۲: مولانا سعید احمد رائے پوری کا ملکی سیاست میں کردار:

عام طور پر صاحبزادوں کے متعلق یہ باور کیا جاتا ہے اور یہ کسی حد تک غلط بھی نہیں کہ صاحبزادے ...... علمی اعتبار سے بے بہرہ، فکری پہلو سے کورے ...... اور محض ''پدرم سلطان بود'' کی عملی تصویر ہوتے ہیں، لیکن اس قاعدہ کلیہ سے کچھ استثناءات بھی ہیں اور مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری ...... اس کی عملی مثال ہیں۔

مولانا ...... کی ابتدائی دنوں میں جن اکابرین نے تعلیم و تربیت کی تھی، یہ اس کا نتیجہ تھا کہ آپ علمی اور فکری اعتبار سے بے حد مضبوط تھے ...... اور دینی اور مذہبی علوم و فنون میں آپ کی مہارت و ممارست ایک مسلمہ حیثیت رکھتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ جدید علوم و فنون ...... خصوصاً حالات حاضرہ پر آپ کی نظر اتنی گہری تھی کہ شاید ...... بڑے بڑے صحافیوں اور بڑے بڑے سیاست کاروں کی نظر بھی اتنی گہری نہیں ہو گی۔

قدرت نے مولانا کو یہ خصوصیت شاید اس لیے عطا کی تھی کہ وہ ان سے ...... نوجوانوں کی فکری تربیت کا کام لینا چاہتی تھی اسی لیے ...... مولانا کو ...... ابتدا سے ہی نوجوانوں کی تعلیم و تربیت سے بے حد لگاؤ اور اس کا شوق تھا ...... برادرم مفتی عبدالخالق آزاد نے لکھا ہے:

''شاہ عبدالقادر رائے پوری نے آپ کو پاکستان اور ہندوستان کے اپنے اسفار میں اپنے ساتھ رکھا اور سکول اور کالج کے نوجوانوں میں کام کرنے کا حکم دیا؛ (چنانچہ) ۱۹۵۰ء سے ۱۹۶۷ء تک آپ نے خانقاہی سلسلے کے فروغ کے ساتھ ساتھ نوجوانوں میں دین کے غلبے کے فروغ کی جدوجہد اور کوشش کو بھی جاری رکھا''۔ (۷)

ان دنوں ...... علمائے دیوبند کی نمائندہ سیاسی جماعت ''جمعیت علمائے اسلام'' پاکستان ...... ابھی ابتدائی حالت میں تھی ...... اور اس کی کوئی ذیلی طلبہ تنظیم موجود نہ تھی، جبکہ جماعت اسلامی کے تحت ''اسلامی جمعیت طلبہ'' کی بنیادیں رکھی جا چکی تھیں ...... اور دوسری طرف ...... پیپلز پارٹی کے قیام (۱۹۶۶ء) کے بعد پیپلز سٹوڈنٹس فیڈریشن کا قیام بھی عمل میں آ چکا تھا ...... اور اس وقت کے مشرقی پاکستان اور موجود بنگلہ دیش میں ...... عوامی لیگ ...... کی ذیلی تنظیم بھی ...... اپنا وجود قائم کر چکی تھی۔ ان حالات کو دیکھتے ہوئے ...... مولانا سعید احمد رائے پوری نے ۱۹۶۷ء میں ...... سرگودھا میں کالجوں اور دینی مدارس کے طلبہ پر مشتمل ...... ''جمعیت طلبائے اسلام (JTI) قائم کی۔ اس کے افتتاحی اجلاس میں ...... مولانا سید انور حسین المعروف بہ نفیس رقم ...... اور مولانا سید نیاز احمد شاہ (تلمبہ) بھی موجود

تھے‘‘۔مولانا کے اس اقدام کو جمعیت علماے اسلام کی قیادت سمیت تمام علما نے سراہا۔

جمعیت طلباے اسلام کا قیام ایسا موزوں اور ایسا بروقت فیصلہ تھا کہ بہت جلد اس تنظیم کا دائرہ کار...... پورے ملک تک پھیل گیا......اور ستر (۷۰ھ) کی ابتدائی دہائی میں ...... یہ تنظیم پاکستان میں طالب علموں کی سب سے بڑی تنظیم بن گئی اور ملک کی بڑی تنظیموں میں اس کا شمار ہونے لگا۔

۱۹۷۰ء کے انتخابات (۷دسمبر ۱۹۷۰ء) کا دور ملک میں بڑا...... پرآشوب دور تھا اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ انتخابات اصل میں ملک کی تقسیم کے لیے تیاریوں کا......پیش خیمہ تھے......اس وقت ملک میں پہلی مرتبہ دائیں اور بائیں......انقلابی اور غیر انقلابی کی تفریق شروع ہوئی......اور پورا ملک میدان کارزار بن گیا۔

ایک طرف تو مشرقی پاکستان میں......شیخ مجیب الرحمٰن کی ’’عوامی لیگ‘‘ ملک کو دو حصوں میں تقسیم کرنے کی سازش کر رہی تھی اور پاکستان کی سول اور فوجی بیوروکریسی ...... یا اسٹیبلشمنٹ (Establishment) اس کا ساتھ دے رہی تھی اور دوسری طرف ملک میں پہلی مرتبہ......سوشلزم اور کمیونزم اور معاشی انقلاب اور معاشی تبدیلیوں کے نعرے گونج رہے تھے اور ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت......اسلام کو ان تبدیلیوں کے راستے میں رکاوٹ بنا کر کھڑا کیا جا رہا تھا اور ملک کی کئی سیاسی جماعتیں ملک میں معاشی انصاف اور معاشرتی تبدیلیوں کے خلاف......اسلام کو میدان میں لا رہی تھیں۔ان حالات میں یہ ضروری ہوگیا تھا کہ ’’اسلام کا انقلابی تبدیلیوں والا پروگرام‘‘ واضح کیا جائے اور بتایا جائے کہ اسلام لوگوں کو معاشی انصاف مہیا کرنے کے خلاف نہیں بلکہ اس کو ضروری سمجھتا ہے......اور جیسا کہ مولانا حفظ الرحمان سیوہاروی نے لکھا ہے کہ اس حوالے سے اسلام سرمایہ دارانہ نظام کے بجائے......’’سوشلزم اور کمیونزم‘‘ کے زیادہ قریب ہے، جو سرمایہ دارانہ...... نظام کے ردِّعمل کے طور پر معرض وجود میں آئے اور لوگوں کو معاشی انصاف مہیا کرنے کی بات کرتے ہیں۔ (۸)

’’جمعیت طلباے اسلام‘‘......اور اس وقت کی جمعیت علماے اسلام، جس کی سربراہی مولانا محمد عبداللہ درخواستی کر رہے تھے اور مولانا مفتی محمود اس کے جنرل سیکرٹری تھے......اسی انقلابی منشور کی علمبردار تھیں......اور جمعیت علماے اسلام کے منشور میں اس انقلابی تبدیلی کا سہرا مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ کے سر ہے، جنھوں نے ۱۹۷۰ء میں جمعیت علماے اسلام کے اجلاس منعقدہ سرگودھا میں جمعیت کے منشور میں یہ انقلابی دفعات شامل کرائیں۔(۹)

۱۹۷۰ء کے انتخابات میں...... جمعیت علماے اسلام اور جمعیت طلباے اسلام......اسلام پسند جماعتوں کے بجائے، جن کی قیادت جماعت اسلامی کر رہی تھی...... انقلاب پسند جماعتوں کے زیادہ قریب تھیں، جن

میں پیپلز پارٹی سب سے زیادہ نمایاں تھی، چنانچہ جناب ذوالفقار علی بھٹو پر ایک طرف سے کفر کے فتوے لگ رہے تھے اور انہیں اور دوسری انقلاب پسند جماعتوں کے اراکین اور ان کے کارکنوں کو کفر کا حامل قرار دیا جا رہا تھا تو دوسری طرف سے جمعیت علمائے اسلام ......ان کی صفائی دیتی تھی اور ان کے انقلابی نعرے کی کسی حد تک حمایت کر رہی تھی۔

اس وقت کئی مزدور جماعتیں، جن میں واپڈا کی لیبر یونین اور دوسری کئی تنظیمیں شامل تھیں۔ جمعیت علمائے اسلام کے ساتھ تھیں۔

یہ دور مولانا سعید احمد رائے پوریؒ کی زندگی کا سب سے زیادہ پر آشوب اور تحریکی دور تھا اور مولانا ملک بھر میں سیاسی اور تعلیمی دورے کرتے اور بڑے بڑے جلسوں سے خطاب فرماتے تھے اور جمعیت طلبہ اسلام کے سرپرست کے طور پر آپ ملک بھر میں بے حد مقبولیت اور شہرت حاصل کر رہے تھے۔

جمعیت طلباء اسلام کی اس وقت مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ ملک کا شاید ہی کوئی کالج یا تعلیمی ادارہ ہوگا، جہاں اس تنظیم کی کوئی شاخ موجود نہ ہو...... پورے ملک میں......اس تنظیم کی اور اس کے انقلابی نعرے کی گونج سنائی دے رہی تھی۔

مجھے مولانا سے...... ذاتی تعارف کی سعادت انہی دنوں میں حاصل ہوئی۔ ۱۹۷۰ء میں جس سال انتخابات کا انعقاد ہوا، راقم الحروف جامعہ مدنیہ لاہور میں اور ۱۹۷۱ء میں دارالعلوم کبیر والا میں زیر تعلیم تھا۔ اس اہم ترین سال کے دوران لاہور میں ہونے کی بنا پر خاکسار...... کئی واقعات کا عینی گواہ ہے، لیکن سیاسی حکومت کے برسر اقتدار آنے کے بعد، جب حالات نے کروٹ لی اور جمعیت علمائے اسلام...... پہلی مرتبہ...... ملک کے دو صوبوں میں برسر اقتدار آئی اور جمعیت علمائے اسلام نے...... پاکستان عوامی پارٹی (نیپ) سے اتحاد کیا، تو حالات میں تبدیلی آنا شروع ہوگئی۔ (۱۰)

مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ ان دنوں جمعیت علمائے اسلام کی روح رواں تھے...... مگر اس کے باوجود وہ اپنے والد محترم کے ہمراہ رہتے اور تمام نمازوں کی امامت کراتے تھے۔ انہی دنوں مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ ایک مرتبہ رائے جمیل صاحب کے ہاں...... کبیر والا میں تشریف لائے تھے۔ غالباً عصر کی نماز کے بعد کا وقت تھا...... ہم کئی طالب علم...... اپنے استاد محترم مولانا عبدالمجید لدھیانوی کے ہمراہ مولانا رائے پوریؒ کی زیارت کے لیے...... رائے جمیل صاحب کے ہاں حاضر ہوئے...... وہاں مولانا عبدالعزیز رائے پوری کی بھی زیارت کی اور مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری سے بھی شرف تعارف حاصل ہوا۔ مولانا ان دنوں...... بھرپور شباب کے عالم میں

تھے..... کتابی چہرہ، سیاہ داڑھی اور وجیہ وشکل اوپر سے بارعب آواز اور علمی اور فکری گفتگو یہ سب کچھ ایسا تھا جو دیکھنے والوں کو مسحور کر دیتا تھا۔ اس طرح مولانا سعید احمد رائے پوریؒ کے حوالے سے ہمارا پہلا تأثر بہت ہی عمدہ تھا اور مولانا کی شخصیت نے گویا ہم پر جادو سا کر دیا تھا اور یہ تأثر زندگی بھر قائم رہا۔

مولانا کی ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ وہ ہر شخص کے ساتھ یوں ملتے، جیسے گویا وہ ان کے بہت پرانے شناسا ہیں، حالانکہ ان میں سے کئی لوگوں کے آپ نام تک نہ جانتے تھے۔ بہر حال..... ہماری یہ غلط فہمی یا خوش فہمی..... بہت جلد حقیقت کا روپ اختیار کر گئی، جب مولانا کے ساتھ ایک ذاتی اور قلبی تعلق قائم ہو گیا اور پھر یہ تعلق ان کی وفات تک جاری رہا..... مولانا کی محبتوں اور شفقتوں نے خاکسار کو مولانا کے بے حد قریب کر دیا۔ اس دوران آپ کئی بار خاکسار کے دفتر اور گھر میں تشریف لائے اور ہمیشہ اپنی نوازشات مشفقتوں اور دعاؤں سے نوازتے کا سلسلہ جاری رکھا۔

ملکی سیاست میں مولانا کی یہ فعالیت کچھ لوگوں کو کھٹکنے لگی..... جن میں جمعیت علمائے اسلام کی قیادت..... سرفہرست تھی۔ اسی بنا پر مولانا کے خلاف سازشیں اور شرارتیں شروع ہو گئیں۔ قیادت کو..... مولانا سے بدگمان کیا گیا اور یہ تاثر دیا گیا کہ مولانا جمعیت علمائے اسلام پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں..... خاص طور پر اس وقت کے ''صوبہ سرحد'' میں مولانا کے خلاف پروپیگنڈہ کی مہم چلائی گئی..... غالباً یہ صوبائی عصبیت ہی کا ایک شاخصانہ تھا، اسی بنا پر اب تک کی تاریخ سے واضح ہوتا ہے کہ جمعیت علمائے اسلام نے ہمیشہ پنجاب سے..... متبادل قیادت کو وقت سے پہلے ہی دبا دیا اور یہاں کی علاقائی قیادت کو ابھرنے کا موقعہ نہیں دیا گیا جس کے نتیجے میں جمعیت صرف دو صوبوں تک محدود ہو کر رہ گئی۔

مولانا سعید رائے پوریؒ کو پہلے مرحلے میں جمعیت علمائے اسلام سے الگ کیا گیا اور دوسرے مرحلے میں..... ''جمعیت طلبائے اسلام'' کو ان کی قیادت و رہنمائی سے محروم کر دیا گیا۔

میری یادداشت کے مطابق اس کی ابتدا ۱۹۷۳ء سے ہوئی اور ۷۴-۱۹۷۵ء میں اس مشن کو مکمل کر لیا گیا..... گو رسمی طور پر مولانا کا نام ''ترجمان اسلام'' کی مجلس ادارت میں ۱۹۷۶ء تک چھپتا رہا۔

مولانا چونکہ جمعیت طلبائے اسلام کے ساتھ مخلص تھے، اسی بنا پر اسلوب علی قریشی (صدر) اور سید مطلوب علی زیدی (جنرل سکرٹری جے ٹی آئی) کچھ عرصہ..... ان کی نگرانی میں جمعیت طلبائے اسلام (قریشی گروپ) چلاتے رہے۔ ان دنوں جمعیت طلبائے اسلام کا دفتر ۵۶ میکلوڈ روڈ لاہور میں تھا اور یہ چھوٹا سا دفتر ملکی سیاست میں اہم کردار ادا کر رہا تھا اور اس کی شاخیں یا برانچیں مختلف کالجوں میں کام کر رہی تھیں۔ یہ دفتر

ان دنوں مولانا کا مستقر بھی تھا یہاں مولانا سے طویل ملاقاتیں ہوتیں اور ملکی اور قومی حالات پر مولانا کے تبصرے سننے کو ملتے۔

دوسری طرف ''جمعیت طلباء اسلام'' کو مولانا سے الگ کرنے کے بعد اس کا وہی حشر ہوا، جو عام طور پر ایسی تنظیموں کا ہوا کرتا ہے، جن میں کوئی ذہن اور دفاع موجود نہ ہو اور بہت جلد اس کا وجود وعدم یکساں ہو گیا۔

جبکہ مولانا...... کا فکری اور سیاسی سفر ''جمعیت طلباء اسلام'' (قریشی گروپ) کے ذریعے جاری رہا اور انہوں نے نوجوانوں کی تعلیم وتربیت کا سلسلہ سارے ملک میں جاری وساری رکھا۔ مولانا...... سال کا اکثر حصہ علمی اور فکری دوروں میں گزارتے اور ہر جگہ بڑے بڑے جلسوں اور اجتماعات سے خطاب کرتے۔

اپنے اس فکری اور سیاسی سفر میں انہیں جن بزرگوں کی فکری سرپرستی ملی، ان میں شاہ ولی اللہ دہلویؒ، مولانا عبیداللہ سندھیؒ، شیخ الہند محمود حسنؒ اور شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ مفتی کفایت اللہ دہلویؒ شیخ الاسلام مولانا حسین احمد رضاؒ جیسے اکابر شامل تھے۔ خاص طور پر مولانا سندھی کے افکار وخیالات مولانا کے ہر زمانے میں پیش نظر رہے اور انہوں نے سامراج کی تردید اور ان کے فکر کی مذمت کو ہمیشہ مطمح نظر بنائے رکھا۔

جمعیت علماء اسلام اور جمعیت طلباء اسلام سے مولانا کی علحدگی کی ایک بڑی وجہ مولانا کا مخصوص انقلابی موقف بھی تھا، جبکہ جمعیت علماء اسلام نے پیپلز پارٹی کے ساتھ...... صوبہ سرحد اور صوبہ بلوچستان میں وفاقی حکومت کے اقدامات اور پی پی پی کے کئی آمرانہ اقدامات کی بنا پر اپنے تعلقات پر نظر ثانی کی تھی اور جمعیت علماء اسلام میں دو واضح گروہ قائم ہو گئے تھے، ایک گروہ مولانا غلام غوث ہزاروی کا تھا، جو جماعت اسلامی کو ایک سامراجی جماعت تصور کرتے تھے اور پیپلز پارٹی کے حامی تھے، دوسرا گروہ مولانا مفتی محمود کا تھا، جو اس کے متضاد خیالات رکھتا تھا۔ مولانا سعید احمد رائے پوریؒ چونکہ ایک نظریاتی اور انقلابی شخصیت تھے، اس لیے وہ...... مولانا غلام غوث ہزارویؒ کے نسبتہً زیادہ قریب تھے، تاہم وہ ان کی جماعت میں بھی کبھی شامل نہ ہوئے تھے اور ہمیشہ انقلابی فکر وفلسفہ کے علمبردار رہے۔

جمعیت سے مولانا کا یہ اختلاف خالصتاً نظریاتی اور فکری تھا، لیکن...... اس وقت کی جمعیت کی قیادت نے...... اس اختلاف کو سیاسی اختلاف بنا دیا۔ چنانچہ ان مدارس اور ان شخصیات کے خلاف جمعیت کے پلیٹ فارم سے تحریک چلائی گئی جو مدارس اور جو علمائے کرام مولانا سعید احمد رائے پوریؒ کے ہم خیال تھے...... اور ایسے طلبہ کو جمعیت کے مدارس سے خارج کر دیا گیا، جو مولانا سعید احمد رائے پوری کے ہم نوا یا ان کے فکر سے متاثر تھے۔ اس طرح جمعیت علماء اسلام کی اس وقت کی قیادت کی طرف سے مولانا رائے پوری کے خلاف بھرپور تحریک شروع کر

دی گئی۔ بعد ازاں مخالفت کی یہ تحریک وفاق المدارس العربیہ کو منتقل ہو گئی۔

اس اختلاف سے پاکستان میں رائے پور کی خانقاہ بھی متاثر ہوئی......اور مخالفین کی طرف سے مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ......کی ذات کو بھی ہدف تنقید بنانے کی کوشش کی گئی۔

ان دنوں مولانا کے پاس جے ٹی آئی (قریشی گروپ) کا سٹیج تھا اور مولانا نے اس سٹیج کے ذریعے...... ہر موقع پر مخالفین کی باتوں کا جواب دیا، لیکن وقت کے ساتھ ساتھ......مولانا کے لب و لہجے اور انداز گفتگو میں بھی سختی آتی گئی اور مولانا کی طرف سے مغربی، خاص طور پر امریکی سامراج کی مذمت کے ساتھ ساتھ......سامراج نواز پیروں، علمائے کرام اور سیاست دانوں کی بھی مذمت کی جانے لگی۔ یوں یہ خلیج روز بروز بڑھتی اور وسیع ہوتی گئی اور رائے پوری حلقہ میں بھی اس کے اثرات دیکھنے میں آنے لگے۔

۱۹۷۴ء میں......قادیانیوں کے خلاف تحریک شروع ہوئی تو مولانا کی قیادت میں...... جے ٹی آئی کے نوجوانوں نے اس میں بھرپور حصہ لیا۔

اسی سال سے......مولانا کی سرپرستی میں...... ماہانہ رسالے ''عزم'' کی سلسلہ وار......اشاعت شروع ہوئی، جو ابھی تک کامیابی کے ساتھ جاری ہے۔ یہ رسالہ...... پہلے جے ٹی آئی......اور بعد ازاں تنظیم فکر ولی اللٰہی کا اور مولانا کا ترجمان بنا رہا اور مولانا کے افکار و خیالات کی اسی رسالے کے ذریعے اشاعت ہوتی رہی۔

مولانا تحریک نظام مصطفیٰ (۱۹۷۷ء) کے ناقدین میں سے تھے......ان کا اس زمانے میں جب یہ تحریک زوروں پر تھی، یہ خیال تھا کہ یہ محض ایک سامراجی تحریک ہے اور اس کا مقصد محض یہ ہے کہ ایک منتخب جمہوری حکومت کو ختم کر کے ایک غیر جمہوری حکومت قائم کی جائے......مولانا کو اس بارے میں پورا شرح صدر تھا کہ امریکی اور مغربی سامراج ضیاء الحق کی فوجی حکومت سے کوئی کام لینا چاہتی ہے...... چنانچہ جب ۱۹۷۹ء میں افغانستان میں روس نے اپنی فوجیں داخل کیں......اور روس کے خلاف ''جہاد'' شروع ہوا تو اس سے ان کے خیالات کی تصدیق ہو گئی۔

مولانا تو یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ چونکہ مشرقی پاکستان......افغانستان کی اس جنگ کی کبھی حمایت نہ کرتا، اس لیے ایک منصوبے کے تحت اُسے پہلے الگ کر دیا گیا اور یہ کہ امریکی سامراج برسوں سے اس جنگ کا انتظار کر رہا تھا اور اس کے لیے لوگوں کو سرخ سامراج اور اس کے انقلابی پروگراموں کے خلاف تیار کیا جا رہا تھا اور موقع آنے پر اس نے دنیا بھر کی اسلامی ذہن رکھنے والے لوگوں کو اپنے مقصد کے لیے استعمال کیا۔

جنرل (ر) ضیاء الحق مرحوم کے برسر اقتدار آنے کے بعد ''تحریک نظام مصطفیٰ'' کو لپیٹ کر الگ رکھ دیا

گیا اور سب سے پہلے ...... اس اتحاد سے جن لوگوں نے علیحدگی اختیار کی ان میں ائر مارشل اصغر خان اور جماعت اسلامی شامل تھے۔

جمعیت طلبائے اسلام (قریشی گروپ) چونکہ اب ایسے لوگوں پر مشتمل تھا کہ جنہیں کالج اور یونیورسٹیوں کو خیر باد کہے ہوئے مدت ہوگئی تھی۔ اس لیے فروری ۱۹۸۷ء میں...... امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی تعلیمات اور ان کے سلسلے کے علما کی عظیم الشان انقلابی جدو جہد سے نوجوانوں کو آگاہ کرنے اور دین اسلام کا انقلابی شعور بیدار کرنے کے لیے انہوں نے ''تنظیم فکر ولی اللہی'' قائم کی، جو تادم تحریر قائم ہے اور ملک بھر میں کام کر رہی ہے۔ یہ تنظیم عملی سیاست سے مکمل طور پر الگ تھلگ رہتی ہے اور محض ...... ذہن سازی یا فکر سازی کا کام انجام دے رہی ہے۔ اسی دوران مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ صاحب فراش ہو گئے ...... اور یہ سلسلہ دراز ہوا تو مولانا نے بھارت میں واقع خانقاہ ''رائے پور'' جانے پر اصرار کیا۔ (۱۱)

اس سفر کے دوران میں ۱۵ جنوری ۱۹۸۸ء/۱۴۰۹ء بروز جمعۃ المبارک ہزار ہا لوگوں کی موجودگی میں مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ نے ...... مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ اسی بیماری کے دوران ۳ جون ۱۹۹۲ء کو سرگودھا میں انتقال کر گئے اور اپنے سلسلے کے فروغ اور اس کی اشاعت کی تمام تر ذمہ داری مولانا سعید احمد رائے پوریؒ کے سر ڈال گئے۔

شاہ مولانا عبدالعزیز رائے پوری کے جسد خاکی کو ان کی وصیت کے مطابق رائے پور لے جایا گیا اور انہیں وہاں دفن کیا گیا...... اور ہزار ہا لوگوں نے مولانا سعید احمد رائے پوری کی ہاتھ پر بیعت کی اور آپ نے یہ ذمہ داری احسن طریقے سے انجام دی۔ مولانا کی سرپرستی میں ایک سہ ماہی تحقیقی مجلہ ''شعور و آگہی'' جولائی ۲۰۰۹ء سے بڑی کامیابی کے ساتھ شائع ہو رہا ہے، جبکہ ماہنامہ جریدے ''رحیمیہ'' کی اشاعت بھی جنوری ۲۰۰۹ء سے جاری ہے۔

۳: <u>مولانا پر الحاد اور زندیقی کے فتوے اور ان کی حقیقت:</u>

ایک طرف تو ...... مولانا کی کامیابی اور فکری ترقی کا یہ سفر جاری تھی ...... تو دوسری طرف ...... مولانا کے انقلابی افکار و خیالات کے خلاف منفی پروپیگنڈے میں ...... تیزی آتی گئی ...... اس میں شک نہیں کہ مولانا کے خیالات و افکار انقلابی نوعیت کے تھے اور عام علمائے کرام کے افکار و خیالات سے مختلف، بلکہ متصادم تھے ...... لیکن ان افکار و خیالات کا زیادہ تر تعلق ...... دور حاضر میں ...... اسلام کے عملی نفاذ سے تھا، اسلام کے بنیادی عقائد و افکار سے نہیں تھا ...... لیکن چونکہ ہمارے ہاں کسی بھی شخص پر کفر یا الحاد یا زندقہ کا فتوی لگانا محض ایک فیشن ہو گیا ہے۔ اور

ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم۔ اکابر صحابہ اور اکابر ائمہ نے اس بارے میں جس احتیاط اور جس گہرائی میں جانے کی ہدایت کی ہے، اس کا خیال نہیں رکھا جاتا...... حالانکہ اس کا تقاضا یہ ہے کہ کسی بھی شخص پر فتوٰی لگانے سے پہلے..... اچھی سوچ لیا جائے کہ مبادا...... کسی مسلمان پر کفر کا لیبل تو نہیں لگایا جا رہا۔

اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے...... حضرت علیؓ اور دوسرے صحابہ کرامؓ کو یہ ہدایت فرمائی تھی کہ وہ اس وقت تک کسی مقدمے کا فیصلہ نہ فرمائیں، جب تک دوسرے شخص سے اس کا موقف نہ سن لیں تو کیا مفتی حضرات کا یہ فرض نہیں بنتا کہ متعلقہ فرد یا جماعت کے خلاف فتوٰی جاری کرنے سے پہلے متعلقہ فرد یا ادارے سے اس مضمون کی بابت استفسار کرلیں...... کہ آیا ان کی نسبت سے یہ مضمون صحیح بھی ہے یا نہیں۔

چنانچہ...... ہوا یہ کہ مولانا کے بیانات اور مولانا کے شاگردوں اور ان کے حلقے کے افراد کے انقلابی اور معاشی نوعیت کے بیانات کو سیاق وسباق سے ہٹ کر مختلف مدارس کے مفتی حضرات کو بھیجا گیا اور ان سے ان کی نسبت استفسار کیا گیا، تو انہوں نے...... مولانا اور ان کے حلقے پر الحاد اور زندقہ کا فتوٰی لگا دیا...... اس سلسلے کی ابتدا صوبہ سرحد کے ایک مدرسہ سے ہوئی اور وفاق المدارس کے موجودہ صدر محترم کے مدرسہ سمیت بہت سے مدارس نے اس فتوے کی تصدیق کر ڈالی...... ایک ملاقات میں مولانا نے اپنے خلاف یہ تمام فتوے خاکسار کو دکھائے...... اور اس بات پر افسوس ظاہر کیا کہ ان کے بیانات کو توڑ مروڑ کر پیش کیا گیا...... اور ان سے پوچھنے کی ضرورت تک نہیں محسوس کی گئی...... مولانا کا یہ خیال تھا کہ یہ سب کچھ ان کی سیاسی مخالفت کی بنا پر کیا جا رہا ہے۔

ان فتووں کے بعد...... سلسلہ رائے پوریہ سے تعلق رکھنے والے تمام مدارس کو وفاق المدارس سے خارج کردیا گیا، جس پر ۲۰۰۲ء میں ''نظام المدارس الرحیمیہ پاکستان'' کے نام سے ایک الگ اور مستقل بورڈ قائم کیا گیا، جس میں پچاس سے ساٹھ کے قریب دینی مدارس ملحق ہیں اور ان مدارس کا الگ وفاق کامیابی سے محو سفر ہے۔

۱۴ ستمبر ۲۰۰۱ء کو...... قرطبہ چوک لاہور کے قریب مرکزی جگہ میں...... ادارہ رحیمیہ علوم قرآنیہ...... کا قیام عمل میں لایا گیا...... جو بیک وقت دینی ادارے اور ایک خانقاہ...... دونوں کا کام دے رہا ہے۔ مولانا اپنی وفات کے بعد اسی کے سامنے ایک خالی جگہ جو میں، مفتی عبدالخالق صاحب کی ذاتی ملکیت ہے آرام فرما رہے ہیں۔

مولانا نے زندگی بھر قرآن وسنہ اور فکر ولی اللہی کی نشر واشاعت کی اور خاص طور پر نوجوانوں کو اسلام کا انقلابی پروگرام دیا۔ مولانا...... عدم تشدد کے قائل تھے...... اور ہر قسم کی جہادی سرگرمیوں خصوصاً افغانستان اور مقبوضہ کشمیر میں ہونے والے جہاد کے سخت خلاف تھے۔ وہ اکثر کہا کرتے تھے: پاکستان مذاکرات کے ذریعے حاصل کیا گیا، مگر تم کشمیر جنگ کے ذریعے حاصل کرنا چاہتے ہو، کچھ تو خدا کا خوف کرو۔

وہ ہندوستان کے ساتھ اچھے تعلقات کے خواہاں تھے......اور یہ چاہتے تھے کہ دونوں ملکوں میں اچھے اور خوشگوار مراسم قائم ہوں، لیکن چونکہ......امریکی اور مغربی سامراج کو یہ گوارا نہیں ہے، اس لیے اس نے ان دونوں ملکوں کو آپس میں لڑا رکھا ہے تا کہ ان دونوں پر خود حکومت کرتا رہے۔

۴: **مولانا سعید احمد رائے پوریؒ......بطور داعی و مصلح:**

مولانا سعید احمد رائے پوریؒ......کی ذات ایک ایسے داعی اور مصلح کی تھی جو دنیا میں انقلابی تبدیلیاں لانا چاہتے تھے انہیں امریکی اور مغربی سامراج سے سخت نفرت تھی۔ اسی بنا پر وہ ان مسلمان حکمرانوں، ان سیاست دانوں اور علمائے کرام کے بھی سخت خلاف تھے جو سامراج اور سامراجی نظام کی حمایت کرتے اور اُسے اسلامی ملکوں میں رائج کرنے کا ذریعہ بنے ہوئے ہیں......اس کے مقابلے میں......وہ ان لوگوں کو بڑے احترام کی نظروں سے دیکھتے تھے، جو امریکی سامراج کی مخالفت کرتے ہیں...... چنانچہ وہ امریکہ کے مقابلے میں روس کو، سرمایہ دارانہ نظام کے بجائے......انقلابی پروگرام کو زیادہ اہمیت دیتے تھے۔

مولانا......حالات حاضرہ سے پوری طرح باخبر رہتے اور بہت عرصے سے بڑی پابندی کیساتھ ریڈیو پر بی بی سی کا پروگرام سنتے تھے......وہ مختلف دینی اور علمی جرائد و مجلات کا بھی بڑی پابندی کے ساتھ مطالعہ کرتے تھے۔

انہوں نے اپنی مخالفت کو کبھی اہمیت نہیں دی۔ ان کے رویئے میں کبھی لچک اور نرمی پیدا نہیں ہوئی وہ اپنے نظریات پر بڑی سختی سے کاربند رہے......انہوں نے ان موضوعات پر لکھا اور ان ہی موضوعات پر گفتگو کی جن کا تعلق حالات حاضرہ یا موجودہ معاشی اور سیاسی پروگرام سے تھا اور ان موضوعات سے دور رہے کہ جن کا مقصد فرسودہ مباحث میں الجھا کر لوگوں کو مقصد سے دور رہنا تا مجھے یاد ہے کہ کئی برس پہلے خاکسار نے عیسائیت کے خلاف کئی مضامین لکھے اور ان کی ایک قسط مولانا کو بھی دکھائی۔ مولانا نے فرمایا یہ موضوعات وقت کے ضیاع کے سوا کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔ ان کا موقف تھا کہ......سامراج......ہمیں اس طرح کے مسائل میں الجھانا اور مستقبل سے غافل کرنا چاہتا ہے...... چنانچہ...... یہ مضامین اب تک غیر مطبوعہ رکھے ہیں۔ مولانا کی اس گفتگو کے بعد مجھے اس عنوان پر مزید کام کرنے کی ہمت نہیں ہوئی۔ (۱۲)

مولانا کی یہ دعوت خصوصاً جدید پڑھے لکھے طبقے میں بے حد مقبول تھی......اور لوگ مولانا کے انقلابی طرز فکر پر بڑے حیران ہوتے تھے......وہ انقلابی فکر کے داعی تھے اور سامراج کے سخت مخالف تھے۔

۵: **مولانا کا خاندان:**

مولانا...... کے ہاں تین بیٹے (راؤ مسعود احمد، راؤ محمود احمد، راؤ محبوب احمد) اور تین صاحبزادیاں پیدا

ہوئیں۔ راؤ حفیظ الرحمان، مفتی عبدالخالق اور امتیاز صفدر مولانا کے داماد ہیں (۱۳)۔ مفتی عبدالخالق...... جو مولانا کے عزیز بھی ہیں اور شاگرد بھی...... مولانا کے علمی اور فکری جانشین ہیں۔ آپ بنوری ٹاؤن کے مدرسہ سے فارغ التحصیل ہیں...... اور برسوں سے سفر و حضر میں مولانا کے ساتھ رہے ہیں...... مولانا زندگی بھران پر اعتماد کرتے رہے ہیں۔ اب سلسلہ رائپوریہ کی انہی سے امید وابستہ ہیں...... اللہ تعالیٰ انہیں ان امیدوں اور توقعات پر پورا اترنے کی توفیق عطا فرمائے اور مولانا شاہ سعید احمد رائے کو اپنے جوارِ رحمت میں، اعلیٰ ترین مقامات اور درجے نصیب فرمائے۔

حواشی و حوالہ جات

۱۔ مولانا شاہ عبدالرحیم کے حالات کے لیے دیکھیے، مولانا سید ابوالحسن علی ندوی، سوانح شاہ عبدالقادر رائے پوری، مطبوعہ لاہور: مفتی عبدالخالق...... سوانح شاہ عبدالرحیم، مطبوعہ لاہور ۱۹۹۹ء...... وغیرہ نیز مطبوعہ کتب خانہ یحیوی، سہارن پور۔

۲۔ شاہ عبدالقادر رائے پوری کے حالات کے لیے دیکھیے...... مولانا سید ابوالحسن علی ندوی، سوانح شاہ عبدالقادر رائے پوری...... مطبوعہ لاہور۔

۳۔ مفتی عبدالخالق مشائخ رائپور، مطبوعہ، لاہور۔

۴۔ ان کے حالات وکوائف کے لیے راقم الحروف مفتی عبدالخالق کی تحریر ''مولانا شاہ سعید احمد کے نقوش زندگی کا ایک مختصر خاکہ''...... کا ممنون ہوں۔

۵۔ مولانا سعید احمد رائے پوری سے ذاتی ملاقات۔

۶۔ ایضاً۔

۷۔ مفتی عبدالخالق، نقوش زندگی کا ایک مختصر خاکہ (قلمی)، ص ا۔

۸۔ دیکھیے مولانا حفیظ الرحمان سیوہاروی کی کتاب، اسلام کا معاشی نظام، مطبوعہ، لاہور۔

۹۔ مفتی عبدالخالق، مآخذ مذکور۔

۱۰۔ ۱۹۷۰ء کے انتخابات کے پہلے...... سال سوا سال کا وقت سیاسی سرگرمیوں کے لیے دیا گیا...... ان کا مقصد محض یہ تھا کہ پاکستان میں مختلف نظریات کی کاشت کی جاسکے...... ان انتخابات سے قبل کی سیاسی سرگرمیوں پر ابھی تک کوئی جامع کام نہیں ہوا، اگر کوئی مثبت انداز میں کام کیا جائے تو اغیار کی سازشوں کے کئی پہلو عیاں ہو سکتے ہیں۔

۱۱۔ یہ تمام حصہ خاکسار کی ذاتی یادداشتوں پر مشتمل ہے۔

۱۲۔ ایضاً۔

۱۳۔ مفتی عبدالخالق سے ذاتی ملاقات۔